موہن بھاگوت جی، ہمیں پتہ ہے آپ لوگ ڈرے ہوئے ہیں!

تبدیلی مذہب کا 'گھر واپسی' پروگرام تو بس ایک بہانہ ہے، ہندو قوم اصل نشانہ ہے

ڈاکٹر صباح اسماعیل ندوی

وطن عزیز ہندستان کے سیکولر مزاج اور امن پسند لوگوں کی نادانی سے مرکز میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی مضبوط حکومت کیا بنی، ہندو فسطائی طاقتوں کے وارے نیارے ہوگئے ہیں۔ ہندو احیا پرستوں کے اتنے اچھے دن آگئے ہیں کہ انہیں دن دہاڑے اور کھلی آنکھوں یہ سپنے نظر آنے لگے ہیں کہ اب وہ دن دور نہیں ہے جب ہندستان سچ مچ ہندواستھان اور ہندو راشٹر بن جائے گا۔ گزشتہ 20 دسمبر کو شہر نشاط کلکتہ میں راشٹریہ سویم سیوک سنگھ کے سرچالک وسربراہ موہن مدھوکر بھاگوت نے بڑے طمطراق سے یہ اعلان کیا ہے کہ جوانوں کی جوانی جانے سے پہلے ہندستان ہندو راشٹر بن جائے گا۔ موہن بھاگوت اس وقت 64 سال کے ہیں۔ وہ یہ بتانا بھول گئے کہ اس جشن زریں کے موقع پر وہ خود بنفس نفیس موجود رہیں گے یا نہیں۔ موہن بھاگوت کے ایس سدرشن کے بعد 21 مارچ 2009 کو ان کے جانشین بنائے گئے تھے۔ کپالی سیتارمیا سدرشن کا گزشتہ 15 ستمبر 2012 کو رائے پور میں انتقال ہو چکا ہے۔ کے ایس سدرشن نے آر ایس ایس کے سربراہ کی حیثیت سے 9 سال تک اپنے فرائض انجام دئے تھے۔ موہن بھاگوت کو یہ عہدہ سنبھالے ہوئے ساڑھے پانچ سال ہو چکے ہیں۔ انہیں یہ لگتا ہے کہ ان کے پاس بہت زیادہ وقت باقی نہیں بچا ہے اسی لئے وہ جلد از جلد اس ملک کو ہندو راشٹر بنا دینا چاہتے ہیں۔

موہن بھاگوت کے مطابق ہندستان کو ہندو راشٹر بنانے کیلئے ضروری ہے کہ اس ملک میں ہندوؤں کی تعداد اتنی زیادہ ہو کہ دیگر قومیں اس ملک کو ہندو راشٹر بنانے سے روکنے کی ہمت اور کوشش نہ کرسکیں۔ کلکتہ میں موہن بھاگوت نے جہاں یہ اعلان کیا کہ سویا ہوا ہندو سماج اب جاگ گیا ہے اور ڈرے سہمے ہندوؤں کو اب مزید ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، وہیں انہوں نے اس بات پر بھی بہت زور صرف کیا ہے کہ ہندستان میں رہنے والے تمام لوگوں کے آباء واجداد ہندو تھے۔ ان میں سے بہت سارے لوگوں کو خوف اور لالچ کے ذریعہ مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ اب ان لوگوں کو ان کے گھر واپس لانے کی شدید ضرورت ہے۔ انہوں نے ملک کے اکثریتی فرقے کی جانب سے چلائے جا رہے جبری تبدیلی مذہب کے پروگرام 'گھر واپسی' کو جائز قرار دیتے ہوئے کہا کہ اگر ہم اپنا لوٹا ہوا مال واپس حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس میں دوسروں کو اعتراض کا کیا حق حاصل ہے۔ انہوں نے اکھنڈ بھارت کا خواب پیش کرتے ہوئے یہ بھی واضح کیا ہے کہ پاکستان وغیرہ بھی ہندستان کا اٹوٹ حصہ ہیں، اور عظیم ہندو راشٹر کے قیام کا مقصد انہیں بھی پوری طرح ہندو بنائے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔

دوسری طرف وشو ہندو پریشد کے 88 سالہ معمر لیڈر اشوک سنگھل نے ببانگ دہل یہ اعلان کیا ہے کہ ’ہندستان ہمارا ہے‘۔ ہندوؤں نے 800 سوسال بعد اپنی گمشدہ سلطنت واپس حاصل کی ہے۔ انھوں نے چند قدم آگے نکل کر پورے عالم اسلام اور پوری دنیائے عیسائیت کو للکارا ہے۔ ان کے مطابق ہندو قوم اتنی مضبوط ہوچکی ہے کہ وہ پوری دنیا میں اپنا پرچم لہرا سکتی ہے اور دنیا کو جنگ اور تباہی کے دلدل میں دھکیلنے والی دو بڑی قوموں (مسلمان اور عیسائی) کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرسکتی ہے۔ اشوک سنگھل نے نریندر مودی حکومت کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس حکومت کا اصل ایجنڈا ہندو راشٹر کا قیام اور پوری دنیا میں ہندوازم کا فروغ اور غلبہ ہے۔ پروین توگڑیا سے لے کر راج کشور مودی، سادھوی نرنجن، یوگی آدتیہ ناتھ اور ساکشی مہاراج تک ہندو لیڈران مسلسل ایسے بیانات دے رہے ہیں جن کا مقصد ملک میں فرقہ وارانہ تناؤ پیدا کرنا اور ہندو راشٹر کے قیام کی کوشش کو تیز تر کرنا ہے۔

اس دوران یہ بات بہت تیزی کے ساتھ پھیلانے کی کوشش کی جارہی ہے کہ اس ملک میں بسنے والے مسلمان ان ہندوؤں کی اولاد ہیں جنھیں اپنے آباء کی مذہب ہندوازم چھوڑ کر مجبوراً مذہب اسلام قبول کرنا پڑا تھا۔ اس اعلان کے ذریعہ عام مسلمانوں کے دلوں میں ہندو مذہب کیلئے نرم گوشہ پیدا کرنے اور اس میں واپس ہوجانے کیلئے ترغیب دی جارہی ہے۔ غریب، کمزور اور لاچار مسلمانوں کو ڈھونڈ کر انہیں لالچ دیا جارہا ہے کہ ہندو مذہب میں داخل ہوجانا گویا جیتے جی جنت میں داخل ہوجانا ہے کہ آناً فاناً ان کے سارے مسائل ختم ہوجاتے ہیں اور وہ اچانک بے شمار سرکاری وغیر سرکاری مراعات کے مستحق بن جاتے ہیں۔ ہندو جاگرن منچ اور اس جیسی دیگر تنظیموں کی جانب سے چلائی جانے والی تبدیلی مذہب کی ان کوششوں کو جبر واکراہ سے پوری طرح خالی سمجھنا نادانی وخام خیالی ہے۔ جبری تبدیلی مذہب کی کوشش بہرحال ایک غیر منصفانہ عمل ہے اسی لئے بی جے پی کے قومی صدر امت شاہ کو یہ کہنے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ بی جے پی جبری تبدیلی مذہب کے خلاف ہے بلکہ وہ اس کے خلاف قانون بنانا چاہتی ہے۔

یہاں یہ بات بہرحال یاد رکھنی چاہئے کہ مذہب انسان کی اپنی پسند اور اختیار کی چیز ہے۔ جس طرح کسی کو تبدیلی مذہب پر مجبور نہیں کیا جاسکتا اسی طرح کسی کو تبدیلی مذہب سے جبراً منع بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ بعض ہندو لیڈران چاہتے ہیں کہ ملک میں ایسا قانون وضع کیا جائے جس کے تحت کسی کو اس ملک میں اپنا مذہب تبدیل کرنے کی اجازت حاصل نہ ہو۔ وہ ایسا اس لئے چاہتے ہیں کہ ایک اچھی تعداد ملک میں ان ہندوؤں کی بھی ہے جو روزی، صحت اور تعلیم کی لالچ میں عیسائیت اختیار کرلیتے ہیں۔ مذہب تبدیل کرنے والے ہندوؤں میں کچھ لوگ وہ بھی ہوتے ہیں جو اسلام کی صداقت وحقانیت تسلیم کرکے مسلمان ہوجاتے ہیں۔ ہندو تنظیموں کی ایک کوشش یہ بھی ہے کہ ایسے ہندوؤں کو اپنا مذہب تبدیل کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ موہن بھاگوت جیسے لوگ ایک ہی اسٹیج سے جہاں یہ کہنے میں جھجک محسوس نہیں کرتے کہ تبدیلی مذہب کا گھر واپسی پروگرام عین جائز اور مناسب ہے وہیں یہ کہنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ملک میں ایسا قانون بنانے کی ضرورت ہے کہ عام لوگ اپنا مذہب تبدیل کرنے کی جرأت نہ کرسکیں۔

مہان ہندو لیڈران کے بیان کا یہ تضاد صاف بتاتا ہے کہ یہ حقیقت ان کے سامنے اچھی طرح واضح ہے کہ ہزار کوششوں کے باوجود بھی بہت کم ایسے مسلمان ہوں گے جو اپنا مذہب تبدیل کرنا چاہیں، اس کے مقابلے میں ان ہندوؤں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو بہت آسانی

سے اپنا دھرم تبدیل کر لیتے ہیں۔

ہمارے ملک کا ایک 'سمجھدار' طبقہ یہ بھی جانتا ہے کہ قانون تو کمزوروں کیلئے ہوتا ہے، طاقتور لوگ قانون سے بالاتر ہوتے ہیں، اگر تبدیلی مذہب کا قانون بنا دیا جائے تو اس کے ذریعہ ہندوؤں کو دھرم پریورتن سے ضرور روک دیا جائے گا۔ رہی بات زبردستی ہندو بنانے کی تو یہ کام وہ لوگ کریں گے جن کو ملک کے کسی بھی حصے میں مندر بنانے سے کوئی قانون روک نہیں سکتا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے بابری مسجد کو شہید کر کے وہاں رام للاّ کی مورتی رکھ دی ہے اور وہ وہاں رام مندر بنانے کا پورا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک آستھا اور عقیدہ سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کے نزدیک رام کا نام کسی بھی قانون کو بے حیثیت بنانے کیلئے کافی ہے۔

جہاں تک بات اس الزام کی ہے کہ مسلمانوں نے اپنے طویل دور حکومت میں ہندوؤں پر بہت ستم ڈھایا ہےاور ہندوؤں کو تبدیلی مذہب پر مجبور کیا ہے تو یہ ایک مضحکہ خیز الزام ہے۔ اگر مسلمان سات سو سالوں کے درمیان صرف ایک سو سال تک بھی مذہبی شدت پسندی کا معاملہ کرتے تو اس دنیا سے ہندوؤں کا نام ونشان مٹ چکا ہوتا۔ برصغیر میں ہندوؤں کی بڑی تعداد میں موجودگی اور سینکڑوں کی تعداد میں ہزاروں سال پرانے مندر اور ہندو قومی نشانات یہ اعلان کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے کبھی ان کو تباہ وبرباد کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر مسلمان اپنے عہد حکومت میں مندروں اور بتوں کو توڑنا شروع کرتے تو یہ مٹی اور پتھر کے بنے ہوئے بے جان بت کیا ان کا مقابلہ کر سکتے تھے۔

مسلمانوں نے کبھی مذہب کے معاملے میں زبردستی نہیں کی۔ کیونکہ ان کے خدا نے ان کو صاف لفظوں میں بتایا ہے کہ 'دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے'۔ مسلمانوں کی یہی بات تو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتی ہے کہ ہر دور اور ہر حال میں انہوں نے اپنے رب کو رب مانا ہےاور اس کے حکم کے آگے کسی کی بات نہیں مانی ہے۔

اخیر میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اتنی بات تو موہن بھاگوت اور ان کے احباب بھی خوب جانتے ہیں کہ وہ مسلمان جو اللہ کے آگے سر جھکاتا ہے وہ اللہ کے سوا کسی اور کے آگے کبھی سر نہیں جھکا سکتا۔ انہیں اصل فکر اپنے ان کمزور ہندوؤں کی ہے جو دن بدن بڑی تعداد میں اپنا مذہب تبدیل کر رہے ہیں، ہندو لیڈران کو یہ ڈر اب بری طرح ستانے لگا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دھیرے دھیرے ہندو مذہب اس ملک میں اقلیت میں آجائے اور دوسرے لوگ غالب آجائیں۔ موہن بھاگوت جی، ہمیں پتہ ہے آپ لوگ ڈرے ہوئے ہیں! تبدیلی مذہب کا 'گھر واپسی' پروگرام تو بس ایک بہانہ ہے، ہندو قوم اصل نشانہ ہے۔